سوال

(2) روزوں کی حکمت اوران کے فوائد

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

روزوں کی حکمت اوران کے فوائد

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالی کے مبارک ناموں میں سے ایک نام حکیم ہے ۔جس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ وہ حکمت والا ہے اور حکمت یہ ہے کہ تمام کاموں کو اچھی طرح سے ادا کرنا اوراس کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے اوراس نے جوچیز بھی پیدا کی ہے یا اس کونافذ کیا ہے تو اس میں یقینا کوئی حکمت ہے ۔جو اس حکمت کو نہ سمجھ پایا، تو یہ اس کی اپنی کم علمی ہے ورنہ اس کا کوئی کام اور حکم حکمت سے خالی نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت اوران کی حکمت وفوائد سے اپنے بندوں کو آگاہ کردیا ہے ۔

1۔روزوں کی حکمتوں میں اہم چیز یہ ہے کہ یہ ایک عبادت ہے ۔بندہ اس عبادت سے اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے ۔وہ اپنی محبوب ترین چیزوں کو اس کی محبت کی خاطر چھوڑ دیتا ہے ۔انسان کا کھانا پینا اور نکاح وغیرہ محض اپنے رب کی رضا اوراس کی خوشنودی کے حصول کی خاطر چھوڑتا ہے ۔یہ چیز انسان کے ایثار کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی محبوب ترین چیزوں کو پس پشت ڈالتا اور آخرت کی زندگی کو دنیاوی زندگی پر ترجیح دیتا ہے ۔

2۔روزوں کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ جب روزہ دار اپنے روزوں کو واجبات کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ اس میں تقویٰ کی صفت پیدا کرتا ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا كُتِبَ عَلَيكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِن قَبلِكُم لَعَلَّكُم تَتَّقونَ ١٨٣ ... سورة البقرة

''اے لوگو!جو ایمان لائے ہو تمہارے اوپر روزے فرض کردیئے گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوجائے ۔''

3۔ روزہ رکھوانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ بھی ہے کہ انسان متقی بن جائے۔ اس لئے روزہ دار کو حکم دیا گیا کہ وہ تقویٰ کی صفت کو ضرور مد نظر رکھے۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے بچنے کا نام ہے۔ اور روزوں کا اصل مقصود اعظم یہی تقویٰ ہے۔ یہ نہیں کہ روزے دار کو کھانا پینا چھڑوا کر اور بیوی سے دور کر کے اس کو اذیت میں ڈالا جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ) (رواہ البخاری)

''جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔''

ذرا حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ قول الزور سے مراد ہر وہ بات جو حرام قرار دی گئی مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا کسی کو گالی دینا وغیرہ اور اسی طرح کے دیگر اقوال ہیں۔ عمل بالزور سے مراد بھی ہر وہ کام ہے جو غلط ہے اور حرام کیا گیا ہے مثلاً لوگوں کے مال میں خیانت کا مرتکب ہونا، ان کو دھوکہ دینا، کسی کو مارنا، کسی کا مال ناحق لینا، اسی طرح حرام چیز کا سننا جیسے حرام گانا، ساز بانسری موسیقی وغیرہ یہ ساری چیزیں اس میں داخل ہیں۔

اور جہل سے مراد ہے بیوقوفی یعنی اقوال واعمال میں ہدایت سے ہٹ جانا اور پہلوتہی کرنا۔

4۔ روزہ سراسر تربیت نفس نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وہ تربیت ہے جس کے اثرات آدمی کے اخلاق وکردار پر پڑتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد بھی اس پر تا دیر اس تربیت کے اثرات باقی رہتے ہیں۔

5۔ رمضان المبارک کے روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امیر آدمی کو اللہ کے انعامات اور فضل وکرم کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اس عظیم نعمت کو پہچانتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔ عام حالت میں وہ جو کھانا پینا، عیش وآرام چاہتا ہے اسے میسر آ جاتا ہے۔ لیکن جب روزہ کی صورت میں اس پر پابندی لگی تو اس کو اس نعمت کا احساس ہوا۔

پھر ساتھ ہی اس کو اپنے مفلس بھائی کی مشکلات کا بھی احساس ہوتا ہے جس کو مادی سہولتیں میسر نہیں ہیں چنانچہ وہ صدقات خیرات سے اس کی مدد کرتا ہے۔

6۔ روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کو نفس پر قابو پانا آ جاتا ہے۔ اپنے نفس کو خواہشات کے نہیں بلکہ خواہشات کو نفس کے تابع کر لیتا ہے اور اس کو دنیا وآخرت میں خیر اور نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔ جس سے وہ صحیح انسان بن جاتا ہے۔ اس میں حیوانی جبلت ختم ہو جاتی ہے۔ جب انسان میں حیوانی جبلت آ جائے تو وہ اسے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کی طرف لے جاتی ہے مگر روزہ اس کا بہترین علاج ہے۔ انسان روزہ سے اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے اور وہ برائی سے بچ جاتا ہے۔

7۔ روزوں کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے صحت اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ رمضان کے دوران کھانا معمول سے کم کھاتا ہے جس سے نظام ہضم درست ہو جاتا ہے اور جسم سے فاسد مادے اور رطوبات جو مضر صحت ہوتی ہیں، خارج ہو جاتی ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الصیام

صفحہ: 15